حضرت خواجہ خورد عبداللہؒ

از رشید احمد ارشد ایم اے

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے خواجہ عبداللہ خواجہ خورد کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت خواجہ صاحب کی دوسری زوجۂ محترمہ کے بطن سے تھے اور اپنے بڑے بھائی خواجہ عبیداللہ سے صرف چار ماہ چھوٹے تھے شکل وشباہت اور سیرت میں آپ اپنے والد محترم کی ہو بہو تصویر تھے۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپکی ابتدائی تعلیم وتربیت بھی خواجہ حسام الدین صاحب نے کی جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلفاء میں سے تھے اور اپنے مرشد کے وصال کے بعد درگاہ شریف میں مقیم رہے تاکہ درگاہ اور حضرت مرشد کے خاندان کی خدمت کرتے رہیں۔ جب حضرت عبداللہ یعنی خواجہ خورد سن شعور کو پہنچے تو انہیں بھی ان کے بڑے بھائی کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں سرہند شریف بھیجا گیا۔ وہاں انہوں نے باطنی اور روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ علم کلام اور تصوف کی اعلیٰ کتب بھی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سے پڑھیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ علم کلام اور فلسفہ اور تصوف کے بہت بڑے عالم ہوگئے۔ اس کے ساتھ آپ نے دیگر علوم شرعیہ اور فارسی وعربی ادب میں بھی بہت مہارت حاصل کی۔

آپ نہایت خوش گو شاعر بھی تھے اور فارسی میں سخن گوئی کا نہایت اعلےٰ

مذاق رکھتے تھے آپ فارسی زبان کے انشا پرداز بھی تھے۔ اور تصوف کے مسائل پر آپ نے کئی رسائل تحریر کئے تھے۔

آپ کی انشا پردازی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کے لئے مؤلف زبدۃ المقامات نے آپ کے دو مکاتیب اپنی کتاب میں درج کئے ہیں[1] حضرت مجدد الف ثانی بھی آپ کی قابلیت اور صلاحیت کی بہت تعریف کرتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم کے استاد

حضرت خواجہ خورد (خواجہ عبداللہ) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم کے استاد محترم تھے اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں اپنے والد بزرگوار کے حوالے سے آپ کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں اس لئے ان سب حالات کا خلاصہ انفاس العارفین کے ذریعے ہم قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالرحیم کا خواب

حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ میں نے شیخ عبدالعزیز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں۔

اے فرزند! مرید کی بیعت کا ہاتھ تم اس وقت تک کسی کے ہاتھ میں نہ دو جب تک تمہیں خواجہ صاحب قبول نہ فرمائیں۔

اس خواب کا تذکرہ میں نے حضرت خواجہ خورد سے کیا۔ اور اس کی تعبیر چاہی اور یہ عرض کیا۔ میرے شناساؤں میں اس شہر میں کوئی شخص (آپ کے سوا) خواجہ

نوٹ۔ رشید احمد ارشد کا حاشیہ ہے۔

[1] زبدۃ المقامات صـ ۶۸

کے لقب سے مشہور نہیں ہے۔" حضرت خواجہ خورد نے فرمایا۔

تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہوگی ورنہ فقیر کا رتبہ اس سے کمتر ہے کہ شیخ عبدالعزیز (دہلوی) خواجہ کے لئے یاد فرمائیں۔

دیگر حالات

آگے چل کر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انفاس العارفین[۱] اپنے والد بزرگوار کی زبانی حضرت خواجہ خورد کے بارے میں بعض نہایت اہم دلچسپ حالات تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔

میں نے چھوٹے چھوٹے رسائل شرح عقائد اور حاشیہ خیالی تک اپنے بزرگ مخدومی ابوالرضا محمد سے پڑھے۔ دوسری کتابیں مرزا زاہد ہروی سے ایک دن شرح عقائد اور حاشیہ خیالی پڑھتے وقت ایک اعتراض میرے ذہن آیا جس کا جواب مخدومی بھائی صاحب نے دیا۔ اس گفتگو نے آخر کار مناظرہ کی شکل اختیار کر لی تا آنکہ اس مناظرہ کی بدولت باہمی رنجش پیدا ہوگئی اور کتاب کی تعلیم موقوف ہوگئی۔

اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہم دونوں حضرت خواجہ خورد کی خدمت میں انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ تمہارا حاشیہ خیالی کا سبق کہاں تک پہنچا ہے؟ عرض کیا۔ میں نے اس کا سبق موقوف کر دیا ہے۔"

آپ نے فرمایا "اس کی کیا وجہ ہے؟"

خاکسار نے عرض کیا۔ مجھے نماز، روزہ کے بقدر ضرورت احکام معلوم ہوگئے اس سے زیادہ کی کیا ضرورت ہے۔؟

خواجہ صاحب نے مزید استفسار فرمایا اور صحیح بات بتلانے پر اصرار فرمایا تو!

---

[۱] انفاس العارفین ص۱۵

واقعہ بتادیا گیا اس پر آپ نے فرمایا۔

تم دونوں ہمارے پاس پڑھنے کے لئے آیا کرو۔ آپ نے چونکہ یہ تاکیدی حکم دیا تھا اس لئے میں صبح سویرے کتاب لیکر آپ کے پاس پڑھنے کے لئے گیا۔ اور انہوں نے سبق پڑھانا شروع کیا۔ آپ نے میرے (متنازعہ فیہ) اعتراض کو بہت پسند فرمایا۔ اور اسے زوردار اعتراض تسلیم کیا۔

اس کے بعد تین دن تک آپ سبق پڑھاتے رہے۔ چوتھے دن آپ نے فرمایا تمہارے نانا شیخ رفیع الدین نے مجھے صرف تین سبق پڑھائے ہیں۔ میں بھی تمہیں تین اسباق کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ خورد نے اپنی تعلیم کا حال بتایا اور فرمایا[1]

شیخ رفیع الدین کے ارشادات

جب شیخ رفیع الدین صاحب مجھے (تین دن تک) تعلیم دے چکے تو فرمانے لگے اگر تمہارا مقصد اس فن (تصوف) کی تحقیق کرنا ہے تو مجھے اجازت دیں کہ میں تمہارے دولت خانہ پہ ہر روز آؤں کیونکہ میں اب اس بات کی اجازت نہیں دونگا کہ تم خود میرے پاس آؤ کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔ (خواجہ خورد ان کے پیر و مرشد کے صاحبزادے تھے۔

میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں تو ایسی صورت میں یہ عاجز آپ کو تکلیف دینے کی جرأت کیسے کر سکتا ہے؟"

اس پر شیخ رفیع الدین صاحب فوراً میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد فیروز شاہ (کوٹلہ) لے آئے۔ وہاں انہوں نے ایک جگہ مقرر کرکے فرمایا۔

یہاں بیٹھ کر آپ تصوف کی ہر مشکل کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اگر یہاں بھی کوئی

---

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۱۳۶

بات سمجھ میں نہ آئے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

خواجہ خورد فرماتے ہیں (شیخ صاحب کی اس ہدایت کے بعد) جب کبھی بھی مجھے مطالعۂ کتب میں کوئی دقت پیش آتی تھی تو میں وہاں جاکر مطالعہ کرتا تھا۔ تو وہ دقت اور اشکال فوراً حل ہوجاتا تھا۔ تاہم اگر میں (اس مخصوص) مقام سے ایک بالشت بھی آگے بڑھتا تو اس مقام کی حیثیت دوسرے علم مقامات کی طرح ہوجاتی۔

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ جب حضرت خواجہ خورد نے اپنی گفتگو ختم کی تو میں نے عرض کیا تین سبق پر اکتفا کرنا شیخ صاحب کی کرامت تھی اگر آپ بھی کوئی روحانی تصرف فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

آپ نے فرمایا۔ اگر تمہیں کسی علم میں کوئی دقت پیش آئے جسے تم حل نہ کرسکو مجھ سے کہو کہ فلاں نے اس طرح ہمارا راستہ روک لیا ہے۔

آپ کے اس ارشاد کے بعد مجھے مطالعۂ کتب میں کوئی دقت پیش نہیں آئی اس کے بعد میں نے اعلیٰ علوم کی تکمیل میرزا ہد دہلوی سے کی تھی تاہم اس زمانے میں بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں تحصیل حاصل (پڑھی ہوئی چیز کو دوبارہ پڑھنا) کر رہا ہوں۔ کیونکہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ میں کتاب کے شروع کا حصہ پڑھ رہا ہوں۔ (تھوڑی دیر میں) آخری حصہ کا درس دینے لگ گیا ہوں[1]

مخصوص عادت

شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں خواجہ خورد کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے انگلیوں پر کچھ لکھا کرتے تھے، خواہ درس دے رہے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں ایک دن میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔

یہ ایسا عمل ہے جو میں ہمیشہ کرتا چلا آیا ہوں اس کے بارے میں تمہارے علا

---

[1] انفاس العارفین ص ۱۵-۱۶

اور کسی نے اب تک نہیں دریافت کیا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں اپنے ابتدائی طالب علمی کے زمانے میں اسی طرح لکھنے میں مشغول رہتا تھا۔ اب بھی قدیم عادت کے مطابق یہ عمل جاری ہے۔

استاد زادہ کی تعظیم

ایک دن حضرت خواجہ خورد اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جب میں (شاہ عبدالرحیم) ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میری بہت زیادہ تعظیم و تکریم فرمائی یہاں تک کہ آپ خود تخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور خود مجھے تخت کے اوپر مسند پر بٹھایا۔ میں نے ہرچند معذرت کی مگر آپ نے قبول نہیں فرمائی۔ اس رویہ پر تمام حاضرین حیران ہوئے۔ آخرکار ان کے صاحبزادے خواجہ رحمت اللہ نے اٹھ کر عرض کیا اس مجلس میں ان سے زیادہ معمر اور معزز افراد موجود ہیں۔ آخر صرف ان کے ساتھ اس قدر مخصوص تواضع کرنے میں کیا نکتہ پوشیدہ ہے۔؟

آپ نے فرمایا۔ ہم نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے کہ تم لوگ ہمارے طرز عمل کو ملاحظہ کرو اور آئندہ ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا کرو۔ اس (سلوک) کی وجہ یہ ہے کہ جب میں ان کے نانا شیخ رفیع الدین کے ہاں جایا کرتا تھا تو وہ بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے تھے حالانکہ وہ میرے استاد تھے اور میں نے ان سے بہت فیض حاصل کیا تھا۔ اسی طرح جب شیخ رفیع الدین ہمارے خواجہ بزرگ یعنی خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو خواجۂ بزرگ بھی ان کے ساتھ اسی قسم کا (تعظیم و تکریم کا) طریقہ اختیار فرماتے تھے۔

شیخ رفیع الدین صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ تھے تاہم ان کی اس (تعظیم و تکریم) کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ ابتدائی سلوک (روحانیت) کی زندگی میں شیخ قطب العالم کے پاس رہے تھے اور کچھ کتابیں بھی ان سے پڑھی تھیں بلکہ ان سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل کیا تھا۔ لہٰذا ہمیں بھی ان کے ساتھ اسی

قسم کا سلوک کرنا چاہیئے۔

کھانے میں برکت

شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دن ہم دونوں بھائی خواجہ (خورد) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھے۔ اس وقت انہیں اس قدر بھوک لگی کہ وہ درس نہیں دے سکے لہذا انہوں نے اہل خانہ سے دریافت کیا۔

"کیا گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود ہے؟"

انہوں نے کہا ہاں۔ ایک بچے کے لئے انہوں نے کچھ تھوڑا سا کھانا پکایا ہے۔"

اس پر آپ نے فرمایا۔ اس میں سے کچھ کھانا لایا جائے۔

لہذا ایک چھوٹی سی رکابی میں کچھ کھانا لایا گیا۔ آپ نے ہاتھ دھو کر حاضرین سے فرمایا۔

"آیئے کھانا کھایئے۔ یہ کھانا تمام لوگوں کے لئے کافی ہوگا۔"

اس پر تمام لوگ تعجب کرنے لگے۔ تاہم جب آپ نے ہم دونوں بھائیوں کو دوبارہ اشارہ کیا تو ہم آگے بڑھ گئے۔ اس طرح ہم تینوں نے نہ صرف پیٹ بھر کر کھانا کھایا بلکہ اس رکابی میں کچھ کھانا بچ بھی گیا جو اس بچے کیلئے واپس بھیج دیا گیا۔[1]

یکساں سلوک

ایک دن بہمن باز خاں (جو امرائے شاہی میں سے تھے) حضرت خواجہ خورد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کے گھر میں کوئی فرش بچھا ہوا نہیں تھا۔ سب لوگ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بہمن باز خاں بھی زمین پر بیٹھ گیا۔ اہل مجلس میں سے ایک شخص نے اٹھ کر حضرت خواجہ صاحب کے کان میں کہا۔ یہ بہمن باز خاں

---

[1] انفاس العارفین ص ۸۱ از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

خان ہے۔ اس کی تعظیم کرنی چاہیئے۔

خواجہ صاحب نے بہ آواز بلند فرمایا۔ "اگر وہ دوست ہے تو اس کی تعظیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ غیر ہے تو تعظیم کے لائق نہیں ہے"۔

بہمن بانہ خاں یہ بات سنکر بہت محظوظ ہوا۔

شاگردوں پر شفقت

حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔ میرا حضرت خواجہ خورد کے ایک خادم سے جھگڑا ہوگیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے میری طبیعت مکدر ہوگئی تھی اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں وہاں نہ جاؤں۔ (چنانچہ میں وہاں نہیں گیا۔) دو تین کے بعد خواجہ صاحب بنفس نفیس میرے گھر تشریف لائے اور گھر کے دروازے کے قریب کھڑے ہوکر ایک بوڑھے آدمی سے میرے بارے میں دریافت فرمانے لگے اس نے کہا "وہ سو رہے ہیں" آپ نے فرمایا۔

جب وہ بیدار ہوجائیں تو انہیں یہ پیغام دینا کہ خواجہ خورد تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور اب وہ جنو مسجد میں سو رہے ہیں۔ تم وہاں پہنچ جاؤ۔"

جب میں بیدار ہوا تو اس آدمی نے مجھے آپ کا پیغام پہنچایا۔ میں فوراً اس مسجد میں پہنچا۔ (تو وہاں میں نے دیکھا کہ) آپ اپنا عمامہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر بے تکلف آرام فرما رہے ہیں۔ جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ بیدار ہوئے۔ آپ نے دیکھ دیکھکر میری مزاج پرسی کی اور لطف و عنایت کے کلمات ادا فرماتے رہے۔[1]

...

مزید حالات

خواجہ خورد حضرت شیخ احمد سرہندی سے طریقۂ نقشبندیہ کے مطابق روحانی

---

[1] انفاس العارفین صفحہ ۱۸۰

فیض حاصل کرنے کے بعد دہلی واپس آگئے تھے اور یہاں بھی خواجہ حسام الدین اور شیخ الہ داد سے روحانی ہدایت اور فیض حاصل کرتے رہے۔

جب آپ تمام روحانی منازل طے کرچکے اور تصوف و سلوک میں کامل ہوگئے تو اس کے بعد بھی آپ نے کبھی اپنے آپ کو پیر و مرشد یا روحانی پیشوا کی حیثیت سے مشہور نہیں کیا بلکہ گوشۂ گمنامی ہی میں رہے۔ اس کے باوجود بہت سے افراد نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا ان میں سے ایک نامور عالم شیخ محمد صالح بھی تھے جو مسجد فیروز شاہ میں درس دیتے تھے انہوں نے خواجہ خورد سے سلسلۂ نقشبندیہ میں روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ تاہم خواجہ خورد نے بہ تاکید تام انہیں اس بات سے منع کردیا تھا کہ وہ اپنے مریدی کے تعلق کو عوام کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ بلکہ صحبت بھی خلوت میں رکھا کریں۔ جب وہ اپنے وطن مالوف پنجاب کی طرف جانے لگے تو اس وقت انہوں نے یہ عرض کیا۔

لوگ یہ دریافت کریں گے۔ تم نے یہ روحانی طریقہ کہاں سے حاصل کیا؛ اس وقت میں کیا جواب دوں؟

آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی ضرورت لاحق ہوجائے تو اس وقت میرا نام ظاہر کرو۔ ورنہ اس کا اظہار نہ کرو۔

عرس

خواجہ خورد خواجہ محمد باقی باللہ کا عرس بھی کیا کرتے تھے۔ میں نے (شاہ عبدالرحیم) بارہا یہ دیکھا کہ اس وقت ایک شخص آکر یہ کہتا تھا۔ "چاول میرے ذمے ہے" دوسرا کہتا تھا گوشت میرے ذمے ہے۔ تیسرا یہ کہتا تھا خلیل قوال کو میں لاؤں گا۔ اس طرح دوسرے افراد دوسری ذمہ داریاں قبول کرتے تھے۱؎

۱؎ انفاس العارفین ص ۱۸-۱۹

نصیحت

شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں۔

"خواجہ خورد نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی"

غیر ضروری کتب و حکایات کے مطالعہ و درس سے اپنے آپ کو الگ رکھو کیونکہ جب تک یہ مشاغل رہیں گے۔ اس وقت تک اس روحانی سلسلہ کے عجیب و غریب آثار نظر نہیں آئینگے۔

آخری وصیت

خواجہ خورد نے اپنے آخری زمانے میں مجھ سے یہ فرمایا تھا۔

مجھے خواجہ باقی باللہ کی درگاہ میں اس مقام پر دفن کرنا جہاں جوتیاں اتاری جاتی ہیں تم مجھے فرزندی کے تعلق سے مقبرہ کے اندر نہ دفن کرنا۔ کیونکہ میں صرف اسی جگہ کے لائق ہوں۔

میں نے کہا۔ یہ کام اس وقت دوسروں کے سپرد ہوگا اس وقت میرا کیا اختیار ہوگا آپ نے فرمایا تم انہیں اطلاع دے دینا"

چنانچہ آپ کی وفات کے بعد میں نے ان کے وارثوں سے کہا کہ خواجہ صاحب کی وصیت یہ ہے مگر انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی[1]

حضرت خواجہ خورد کے شاگرد نہ صرف شاہ عبدالرحیم تھے بلکہ ان کے بڑے بھائی یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم محترم (تایا) شیخ ابوالرضا محمد نے بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور دونوں بھائیوں پر آپ کی توجہ و عنایات بے پایاں تھیں۔ اسی وجہ سے [illegible] ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انفاس العارفین [illegible] کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔

---

[1] انفاس العارفین ص [illegible]

حضرت خواجہ کی اولاد

حضرت خواجہ خورد عبداللہ کے صاحبزادے خواجہ الٰہی تھے پرانے کاغذات اور شجرۂ نسب میں ان کا نام یہی لکھا ہوا ہے تاہم خواجہ خورد کے مذکورہ حالات میں جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے انفاس العارفین میں تحریر فرمائے ہیں ان کا اسم گرامی صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی میں رحمت الٰہی تحریر فرمایا ہے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے ان کے حالات کسی تذکرہ سے نہیں معلوم ہو سکے۔

اس خاندان کے شجرۂ نسب سے جو حضرت خواجہ باقی باللہ کے مکتوبات شریف کے اردو ترجمہ مطبوعہ مشہور عالم پریس لاہور کے آغاز میں منسلک ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ خورد کی نسل صرف آپ کی پوتی امت الباقی بیگم سے باقی رہی۔ کیونکہ خواجہ رحمت الٰہی کا کوئی فرزند نرینہ نہ تھا۔ صرف یہی صاحبزادی تھیں۔

امت الباقی بیگم

قدیم دستاویزوں سے پتہ چلتا ہے کہ محترمہ امت الباقی بیگم نے طویل عمر پائی تھی۔ اور وہ اپنی طویل عمر اور بزرگی کی وجہ سے حضرت خواجہ باقی باللہ کی اولاد اور ان کے خاندان میں نہایت عزت واحترام رکھتی تھیں اور خاندانی جھگڑوں اور جائداد کی تقسیم میں انھیں ثالث بنایا جاتا تھا۔

اہم ثبوت

اس کا ثبوت ہمیں لاہور ہائی کورٹ کے اس مقدمہ کی اپیل کی ضخیم کتاب سے ملتا ہے جو پیر جی مظفر علی مرحوم سابق سجادہ نشین درگاہ خواجہ باقی باللہ دہلی نے [illegible] میں درگاہ شریف کے وقف ہونے کے مقدمہ کے سلسلے میں دائر کی تھی۔ اس میں تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ کی مقدمہ بازی کی تمام نقول مندرج ہیں؎

؎ اس اہم اور نادر دستاویز کی ضخیم کتاب کے مطالعہ کا موقعہ ہمیں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مذکورہ بالا مقدمہ کی اس ضخیم کتاب میں جو تحریری دستاویز پیش کی گئی ہے اس کی تاریخ ۲۷ شعبان ۱۲۲۵ھ ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے جب حضرت خواجہ باقی باللہ کی اولاد میں درگاہ شریف کی جائداد کی تقسیم کے بارے میں اختلاف پیدا تو خواجہ الہیٰ کی (جو خواجہ خورد کے صاحبزادے تھے) دختر ارجمند محترمہ امت الباقی بیگم نے جو اس زمانے میں سب سے بزرگ تھیں تمام ارکان خاندان کی رضامندی کے ساتھ درگاہ کی جائداد کو اس کے جائز وارثوں میں صحیح طریقے سے تقسیم کیا تھا۔ یہ قدیم دستاویز عدالت کے ریکارڈ میں پیش کی گئی تھی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ محترمہ امت الباقی بیگم جو حضرت خواجہ خورد کی پوتی تھیں - ۲۷ شعبان ۱۲۲۵ھ تک بقید حیات تھیں اور ان کا حکم تمام خاندان کے ارکان کے لئے نافذ ہوتا تھا۔

دیگر اولاد

حضرت خواجہ باقی باللہ کے خاندان کے شجرۂ نسب سے ظاہر ہوتا ہے کہ محترمہ امت الباقی بیگم کے دو فرزند تھے ان میں سے ایک کا اسم گرامی میر سید محمد تھا اور دوسرے فرزند کا اسم گرامی شاہ نظام الدین عرف شاہ جی تھا جو بہت بزرگ شخصیت کے مالک تھے۔

میر سید محمد صاحب کے ایک صاحبزادے میر سید علی گوالیار (ریاست) میں رہتے تھے اور غالباً ان کی اولاد گوالیار کی ریاست میں مقیم ہوگئی تھی۔ دوسرے صاحبزادے خواجہ احمد کے فرزند ارجمند جناب فقیر بدرالدین صاحب بھسر تیور کی

(بقیہ حاشیہ) موجودہ سجادہ نشین درگاہ خواجہ باقی باللہ محترم سید اصغر صاحب کے ذریعہ ملا جو پیر جی سید صفدر علی ولد پیر جی مظفر علی کے فرزند اکبر ہیں۔

باکمال شخصیت تھے اور فقیر صاحب بحر تہور کے لقب سے مشہور تھے۔

مذکورہ بالا حضرات کے حالات ہمیں تاریخی تذکروں سے نہیں معلوم ہوسکے شجرۂ نسب میں ان کے اسمائے گرامی مذکور ہیں۔ البتہ مذکورہ بالا ہائی کورٹ کی کتا سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شاہ نظام الدین غالباً امرائے [illegible] تھے۔ مقدمہ کی دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے فرزند [illegible] کیونکہ انکے دو صاحبزادے نواب محمد میر خاں اور نواب سید میر خاں کے لقب کے ساتھ تحریر گئے ہیں۔

شاہ نظام الدین صاحب کی ایک دختر تھیں جن کا نکاح خواجہ کلاں کی اولاد خواجہ میر عبداللہ سے ہوا۔ وہ خواجہ محمد امین کی والدہ اور حافظ سید محمد نصیر دیگاہ خواجہ باقی باللہ دہلی کی دادی تھیں۔ اس طرح خواجہ کلاں اور خواجہ خورد کی ایک سلسلہ سے منسلک ہوگئیں۔

نواب محمد میر خاں کے صاحبزادے سید محی الدین صاحب عرف نواب بڈھے بھی اپنے زمانہ کے مشہور بزرگ تھے۔

خواجہ خورد کی تصانیف

خواجہ خورد نے تصوف کے بعض اہم مباحث پر فارسی میں چھوٹے چھوٹے رسائل فرمائے ہیں ان میں سے بعض رسائل شائع ہوچکے ہیں نیز ان کے بعض عربی خطوط کا زبدۃ المقامات میں پیش کیا گیا ہے تاہم ان کی اکثر تصانیف کا حصہ یا تو ضائع ہوگیا یا بعض کتب خانوں میں محفوظ ہے۔ چنانچہ انڈیا آفس کے کتب خانہ میں ذخیرۂ دہلی ان کے متعدد رسائل محفوظ ہیں جن میں ان کے مکتوبات [illegible] و ملفوظات خصوصاً خاص طور پر دلچسپ ہیں۔ نیز بڑے صاحبزادے [illegible] کلاں کی کتاب مبلغ الرجال بھی وہاں محفوظ ہے۔